# تقریر

تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

## وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ (مسیح موعودؑ)

### صالحین میرے بھائی ہیں

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (التوبہ:11)

یعنی اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرلیں اور زکوٰۃ دیں (یعنی صالح بن جائیں) تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

رہیں ہم دُور ہر بدکیش و بد سے
رہے صحبت ہمیں اہلِ وفا کی
بنائیں دل کو گلزارِ حقیقت
لگائیں شاخ زہد و اتّقا کی
رسول اللہ ہمارے پیشوا ہوں
ملے توفیق اُن کی اقتدا کی

**معزز سامعین!** میری آج کی تقریر کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ماننے والے صالح لوگوں کو اپنے بھائی قرار دینے کے الفاظ ''وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ'' ہے۔ جس کے معانی ہیں۔ صالحین میرے بھائی ہیں۔ حضرت مولانا دوست محمد صاحب مرحوم مؤرخ احمدیت نے تاریخ احمدیت میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر یوں محفوظ کی ہے کہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ اَلْمَسْجِدُ مَکَانِیْ وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ وَ ذِکْرُاللّٰہِ مَالِیْ وَخَلْقُ اللّٰہِ عِیَالِیْ۔ کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یادِ الٰہی میری دولت ہے اور مخلوقِ خدا میرا عیال اور خاندان ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 53)

جیسا کہ مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ مندرج بالا مبارک فرمودہ الفاظ میں سے دوسرے حصہ یعنی صالح لوگ میرے بھائی ہیں پر گفتگو کرنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِن الفاظ میں درحقیقت آپ کا اپنے ماننے والوں سے پیار اور محبت کا اظہار نمایاں ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنے ماننے والوں کو اپنی صحبت اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ صالحون، صالح کی جمع ہے جس کے معانی نیک، پارسا، پرہیز گار، متقی، نیک چلن اور نیک بخت لوگ اور بیبیوں کے ہیں جبکہ اِخْوان، اَخٌ کی جمع ہے جس کے معانی بھائی، رفیق، ساتھی اور دوست کے ہیں۔ اپنے عزیزوں اور پیاروں کو پیار اور محبت سے بھائی کہہ کر پکارا بھی جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن الفاظ کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ

''تمہارے بہترین ائمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم اُن کے لئے دعا کرتے ہو وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''درحقیقت جو شخص کسی سے کامل محبت کرتا ہے تو گویا اُسے پی لیتا ہے... اور اس کے اخلاق اور اس کے چال چلن کے ساتھ رنگین ہو جاتا ہے... یہاں تک کہ اسی کا رُوپ ہو جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہی بھید ہے کہ جو شخص خدا سے محبت کرتا ہے وہ ظلّی طور پر بقدر اپنی استعداد کے اُس نور کو حاصل کرلیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات میں ہے اور شیطان سے محبت کرنے والے وہ تاریکی حاصل کرلیتے ہیں جو شیطان میں ہے'' (نور القرآن نمبر2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 430)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل وجان ساعی ہو، تا اپنے محبوب میں ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے… محبت ایک عربی لفظ ہے اور اصل معنی اس کے پُر ہو جانا ہے…حَبٌّ جو دانہ کو کہتے ہیں وہ بھی اِسی سے نکلا ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی تمام کیفیت سے بھر گیا“

(نور القرآن نمبر2، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 431- 432)

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت ہم مسجد مبارک میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ کسی نے اس کھڑکی کو کھٹکھٹایا جو کوٹھڑی سے مسجد مبارک میں کھلتی تھی۔ مَیں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تشریف لائے ہیں۔ آپؑ کے ہاتھ میں ایک طشتری ہے جس میں ایک ران بھنے ہوئے گوشت کی ہے۔ وہ حضور علیہ السلام نے مجھے دی اور حضور علیہ السلام خود واپس اندر تشریف لے گئے اور ہم سب نے بہت خوشی سے اسے کھایا۔ اس شفقت اور محبت کا اثر اب تک میرے دل میں ہے اور جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل خوشی اور فخر کے جذبات سے لبریز ہو جاتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 57-58)

جب حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزت ملی۔ اُس وقت اُن کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی۔ حافظ صاحب نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اُن کو اس حالت میں دیکھا اور اپنے ساتھ بلا کر لے گئے اور کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ! تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کا خاندان چونکہ نہایت ممتاز اور پُر شوکت خاندان تھا اور کسی کو ان کے سامنے کلام کرنے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی اس مہربانی اور شفقت کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور بڑی شکر گزاری سے آپؑ کی خدمت میں رہنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ حافظ صاحب نے سمجھا کہ شاید مجھے کوئی کام کرنا پڑے۔ اس نے کہا کہ مرزا جی! (اس وقت ایسا ہی طریق خطاب تھا) مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ کیونکہ مَیں معذور ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تو قرآن شریف یاد کیا کر۔

(اصحاب جلد13 صفحہ 287)

**سامعین**! بھائی، بھائی کی لاج بھی رکھتا ہے بالخصوص چھوٹا بھائی، بڑے بھائی کی عزت واحترام کو نہ صرف برقرار رکھتا ہے بلکہ اُسے مزید بڑھانے کی کوشش میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اِس مضمون کو مختلف انداز اور پیرائے میں بارہا بیان فرمایا ہے اور جب کہیں کسی قوم کی طرف رسول بھیجنے کا ذکر فرمایا ہے وہاں نبی کو بھائی کہہ کر پکارا ہے جیسے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ اِسی طرح نبی پر ایمان لانے والے صالح لوگوں کو بھائی کہہ کر مخاطب کرنے کا طریق بھی ہمیں قرآنِ کریم میں سورۃ التوبہ آیت 11 سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرلیں اور زکوۃ دیں (یعنی صالح بن جائیں) تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ کے الفاظ ہمیں قرآن میں اور جگہ پر بھی ملتے ہیں اور سب سے بڑھ کر دینی بھائیو کے لئے یہ دعا بھی سکھلائی۔ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (الحشر:11) کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے ربّ! یقیناً تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِس دعا میں مؤمن اپنے گزرنے والے مؤمن بھائیو کے لئے دعا کرتا ہے اُس میں گزرنے والے انبیاء بھائی بھی شامل ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد دَورِ اُخروی میں ایمان لانے والوں کو بھی بھائی کہہ کر پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 9 مئی 2025ء میں فرمایا کہ

”ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں آنے والے لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کہ میرے بھائی جو میرے بعد آنے والے ہیں وہ ایسے ہوں گے۔ صحابہ کو یہ سن کر رشک پیدا ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ وہ بھائی ہوئے اور ہم نہ ہوئے۔ ہم آپ کے ساتھ رہتے ہیں ہمیں آپ نے بھائی نہیں کہا اور اُن کو جو بعد میں آنے والے ہیں آپؐ اپنا بھائی کہہ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صحابہ ہو اور وہ میرے بھائی ہیں۔ تم میرے صحابی ہو وہ میرے بھائی ہیں۔ تمہیں کیا یہ کم نعمت حاصل ہے کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اور میرے ساتھ رہ کر خدمات دینیہ بجالا رہے ہو۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو تمہیں ملی ہوئی ہے اور وہ لوگ جو مجھے نہیں دیکھیں گے بعد میں آنے والے ہیں اور وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے مجھے کوئی لفظ اُن کے متعلق بھی تو بولنے دو۔ ان کے متعلق بھی تو مجھے کہنے دو۔ کیا لفظ استعمال کروں ان کے متعلق

تا انہیں بھی تسلی ہو؟ اور اُن کے حوصلے بھی بلند ہوں۔ یہ اس طرح بعد میں آنے والوں کے حوصلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کئے۔ چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے حوصلے کس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا مَیں نہیں جانتا میری امت کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ بہتر ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزّوجل فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) کہ مَیں نے اپنے صالح بندوں کے لئے ذخیرہ کے طور پر وہ کچھ تیار کیا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی شخص کے دل میں اس کا خیال گزرا۔ اکتفا کرو اس پر جو اللہ نے تمہیں بتادیا ہے اور یہ آیت پڑھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے؟

(الصحيح المسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها)

**سامعین!** اب مَیں اپنی تقریر کے دوسرے پہلو یعنی صحبتِ صالحین کی طرف آتا ہوں جس میں نبی کی صحبت اوّل درجہ پر آتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو کیا ہی نفیس اور پُر حکمت انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

"ایک شخص کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری والا مفت میں خوشبو دے جائے گا۔ اس کی مہک سے تو فائدہ اٹھا جائے گا اور بھٹی والے کے قریب بیٹھنے سے کپڑے جل جائیں گے اور اس کا بدبودار دھواں تنگ کرے گا۔"

(مسلم كتاب البرّ و الصلة)

اس حدیث کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوشبو بانٹنے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہوں۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 398)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر فرماتے ہیں۔

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

(ابو داؤد کتاب الادب)

کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے یعنی دوست کے اخلاق کا اثر انسان پر ہوتا ہے اس لئے دوست بناتے وقت غور و خوض کرنا چاہیے۔

ایک عربی شاعر نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں بھی بیان کیا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم کو کسی شخص کے متعلق تحقیق مقصود ہو تو اُس شخص کی تحقیق نہ کرو بلکہ اُس کے ہم نشینوں کو دیکھو کیونکہ دوست اپنے ہم نشینوں کا متبع ہوتا ہے جیسے ہم نشین ہوں گے ویسا ہی وہ شخص ہو گا۔ جب تم کسی قوم میں ہو تو اس قوم کے اچھوں کی صحبت اختیار کرو، ناکارہ لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

**سامعین!** قادیان میں کسی شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے عرض کی کہ میرا بیٹا دہریت جیسی باتیں کرتا ہے۔ آپؓ نے فوراً ہدایت فرمائی کہ کلاس روم میں اُس کی جگہ تبدیل کر دو۔ اس پر اس کے کلاس فیلو کا اثر ہو رہا ہے چنانچہ جگہ تبدیل کرنے سے وہ بچہ دوبارہ ایمان کی راہیں اختیار کر گیا۔ بعض ماثورہ اقوال میں "وَحْدَةُ الْمَرْءِ خَيْرٌ مِنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ" بھی ملتا ہے کہ اگر صالح ہم نشین اور اچھا ساتھی میسر نہ ہو تو پھر انسان کے لئے تنہائی ہی بہتر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے متعلق فرمایا کہ ان کو ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے جب وہ ایسی مجلس کو پاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو فرشتے وہاں بیٹھ کر مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے اس بابرکت سایہ سے مہک اٹھتی ہے اور جب مجلس برخواست ہوتی ہے تو فرشتے بھی واپس چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی مجلس میں آئے شخص کو بھی انہی میں سے قرار دے کر ان مبارک لوگوں کے ساتھ شامل کر دیا جن پر فرشتے پَر پھیلائے سایہ کیے ہوئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سُن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔

صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں! وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صُحبت سے کس قدر فائدے ہیں سخت بد نصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور رہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507)

ایک اور موقع پر صحبت صالحین کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بات یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ اُن کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ بلکہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ:119) کا حکم دے کر زندوں کی صُحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں (قادیان) آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے ہی کہتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جبتک انسان صاحبِ ایمان کی صُحبت میں نہ رہے اور یہ اس لئے چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافقِ حال تقریر ناصح کے منہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اُس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے۔ جس سے اُس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے، تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اُس کے مذاق کے موافق نہیں ہے اور اُس سے اُس میں بددلی پیدا ہو اور وہ حسنِ ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 339)

**پیارے بھائیو!** مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اچھی اور بُری صحبت کی بہت عمدہ مثال یوں دی ہے کہ ایک مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے اور گندگی اور بیماری پھیلاتی ہے جبکہ ایک دوسری مکھی جو شہد کی مکھی کہلاتی ہے وہ پھولوں پر بیٹھتی ہے اور ایک ایسی خوراک تیار کرتی ہے جو شہد کہلاتا ہے اور شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ہے۔ دونوں کہلاتی مکھیاں ہیں مگر اپنی اپنی صحبت سے وہ کیا مہیا کرتی ہیں۔؟

انگریزی زبان کا ایک مشہور محاورہ ہے۔

**“A man is known by the company he keeps”**

یعنی انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔

کسی نے صحبت کے مضمون کو گلاب اور دیگر پھولوں سے تشبیہ دی ہے کہ جہاں پھولوں کی کیاریاں ہوں وہاں سے آنے والی ہوائیں بھی خوشبودار ہو کر گزرتی ہیں اور فضا مہک جاتی ہے۔ یہاں تک کہ گلاب کی پتیاں جس زمین پر گرتی ہیں وہ زمین بھی گلاب کی خوشبو سے معطر ہو جاتی ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخمریزی کی طرح ہے۔ چاہیے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 37-38 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

"صحبت میں بڑا شرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: 119) فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 609 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقربین کی صحبت میں بیٹھنے سے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہ مسلّمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرب کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 316 ایڈیشن 2016ء)

**پیارے بھائیو!** زیارت صالحین کے لیے سفر کرنا قدیم سے سنت سلفِ صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بد اعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہو گا تو اللہ جلّ شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لیے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہو گئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا! بہشت میں داخل ہو۔ مَیں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608)

پھر فرمایا:

"ہمیں بہت افسوس ہے کہ بعض لوگ کچے ہی آتے ہیں اور کچے ہی چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا فرض ہے کہ یہاں آکر چند روز رہیں اور اپنے شبہات پیش کر کے پختگی حاصل کریں تو پھر ان سے دوسرے مخالف اور عیسائی ایسے بھاگیں گے جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 283-284 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا:

"کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ: 119) بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادھ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوت وشوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دیئے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منور اور روح تازہ ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 262۔263 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ فرماتے ہیں:

"صادقوں کی صحبت میں رہنا بہت ضروری ہے خواہ انسان کیسا علم رکھتا ہو۔ طاقت رکھتا ہو، لیکن صحبت میں رہنے سے جو اس کے شبہات دور ہوتے ہیں اور اسے علم حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے طور سے حاصل نہیں ہوتا۔"

(البدر جلد 2 نمبر 8 مورخہ 13 مارچ 1903ء صفحہ 59)

آپؑ فرماتے ہیں:

”وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو ایک ہی ہے کہ انسان ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنہوں نے اس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے...... پس مَیں اس نور کو لے کر آیا ہوں اور دنیا میں قوتِ یقین کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ ان نشانات سے نشو نما پاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 365-366 ایڈیشن 2016ء)

”وہ آدمی جو کسی تریاقی صحبت میں رہے اور اس طرح رہے جو رہنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ایسے زہروں سے بچا لیتا ہے اور یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی یا آسمانی کتابوں کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟ بہت صاف امر ہے۔ دیکھو! آنکھ میں بھی ایک روشنی اور نور ہے، لیکن وہ سورج کی روشنی کے بغیر دیکھ نہیں سکتی۔ آنکھ خدا نے دی ہے ساتھ ہی دوسری روشنی بھی پیدا کر دی ہے، کیونکہ یہ نور دوسرے نور کا محتاج ہے۔ اسی طرح اپنی عقل جب تک آسمانی نور اور بصیرت اس کے ساتھ نہ ہو کچھ کام نہیں دے سکتی۔ نادان ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم مجرد عقل سے بھی کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا نے جو طریق مقرر کیا ہے۔ اس کو حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بہت سے اسرار اور امور ہیں جو مجھ پر کھولے گئے ہیں۔ اگر میں ان کو بیان کروں تو خاص آدمیوں کے سوا جو صحبت میں رہتے ہیں باقی حیران رہ جائیں۔

پس ان لوگوں کو دیکھ کر حیرت اور رونا آتا ہے جو کسی صادق کی پاک صحبت میں نہیں رہے۔ ان لوگوں کو جو ذاتیات پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ وہ کوئی ایک اعتراض تو دکھائیں جو پہلے کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو اعتراض آریوں نے کئے ہیں کیا وہ ان اعتراضوں سے جو مجھ پر ہوئے بڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ حضرت مسیح پر یہودیوں نے جس قدر اعتراض کیے ہیں یا آریوں نے کئے ہیں۔ وہ دیکھو کس قدر ہیں؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر جس قدر الزام لگائے جاتے ہیں ان کا شمار تو کرو۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 137-138 ایڈیشن 2016ء)

اصل انسان کی کامیابی اسی میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو دورِ اوّل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کو اس اُخروی دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختصر صحبت نے اِن کو سونے کی ڈلی بنا دیا اور وہ ایک ایسا مقام بنا گئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہؓ سے آنحضور صلی االلہ علیہ وسلم کے نزدیک اپنی تدفین کے لئے جو جگہ مانگی وہ بھی درحقیقت صحبتِ صالحین ہی ہے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ زندوں کے ساتھ ساتھ مُردوں میں بھی صحبتِ صالحین مسلّمہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے کسی نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ

”سنا ہے کہ آپ کو کیمیا گری آتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ ہاں آتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ہم غریب ہیں اور مقروض رہتے ہیں۔ آپ ہمیں بھی بتائیں۔

چنانچہ حضورؓ نے فرمایا:

لوگ اکسیر اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لیے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ مَیں نے انکو چھوا تو بادشاہ بن گیا“

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 56)

اللہ تعالیٰ ہمیں صلحاء اور نیک بزرگوں کی صحبت بالخصوص خلیفۃ المسیح کی پاکیزہ صحبت یعنی ارشادات و نصائح کو سننے اور ان پر بھرپور عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

✡✡✡✡